نعت گوئی: تعریف، اقسام، نعت کے اصول و آداب اور دیگر مباحث

Naat-gooi, definition types, principles and manners of Naat and other discussions

Dr. Hafiz Hamid Ali Awan
Assistant Professor, Institute of Islamic studies
Bahauddin Zakariya University, Multan
Email: hafizhamidali@gmail.com

Allah Bakhsh
MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies
Bahauddin Zakariya University, Multan
Email: hafiz.ab971@gmail.com

ABSTRACT

It is a natural thing that when a person has affection, love and devotion to someone, he gets involved in his praise and praise. This is a requirement of humanity. When Allah, the Exalted, created the existence of His Beloved Imam of the Prophets, Sayyid Al- Mursaleen, the Holy Prophet (PBUH), first of all, he himself described the glory and praise of the Prophet (PBUH). Praise has been mentioned by Allah the Exalted in many places in the Holy Qur'an, Al- Muzmal , Al- Mudasir ,Yasin, in the most beautiful words such as Taha and Al- Zahi, Allah the Exalted addressed His Beloved Kabirya in an auspicious way. Allah the Exalted created this world and all the beautiful and attractive things in it only because of you (peace be upon him) and then he also praised his Beloved. In the follow- up, it describes the description and praise of the Prophet (peace be upon him). And this is praise is called Naat.

Naat is an Arabic word that means praise and appreciation. In all the dictionaries of Urdu and Arabic, the word naat is used in the meaning of praise. Many intellectuals and scholars have recorded in their books that the creator of the word. The word Naat was first used by Hazrat Ali Karamullah Rabiyyah and after that the word Naat was used by Aqa. Two places are reserved for describing the glory and attributes of Prophet Muhammad (peace be upon him). The first Naat written is in Arabic language. Hazrat Hasan bin Thabit has the honor of being the first poet among the admirers of the Prophet, may God bless him and grant him peace. First of all, he described the greatness, virtues and praises of the Prophet (PBUH). After him, Hazrat Abbas bin Abdul Muttalib.

Keywords: Natural, Affection, Devotion, Requirement, Addressed, Attributes Appreciation

یہ قدرتی امر ہے کہ جب انسان کو کسی سے انس و محبت اور عقیدت ہو جاتی ہے تو وہ اس کی تحسین و توصیف میں مشغول ہو جاتا ہے یہ تو بشریت کا تقاضا ہے۔ اللہ لم یزل عزوجل نے جب اپنے محبوب امام الانبیاء سید المرسلین آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجود اقدس کو تخلیق کیا تو سب سے پہلے خود ہی آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمی اور تحسین و توصیف بیان فرمائی اور اس تحسین و تعریف کا ذکر اللہ عزوجل نے قران پاک میں متعدد مقامات میں فرمایا ہے یا ایہا المزمل، یا ایہا المدثر یٰسین، طٰہٰ والضحیٰ جیسے انتہائی خوبصورت الفاظ میں اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کبریا کو احسن انداز میں مخاطب کیا ہے۔ اللہ عزوجل نے یہ دنیا اور اس میں موجود تمام خوبصورت اور دلکش چیزوں کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تخلیق کیا اور پھر اپنے محبوب کی مدح سرائی بھی فرمائی اسی وجہ سے اللہ تعالی کی تمام مخلوقات بھی اللہ عزوجل کے پیارے محبوب کی پیروی میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف و تحسین بیان کرتی ہے۔ اور یہی توصیف و تحسین نعت کہلاتی ہے۔

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی تعریف و تحسین اور توصیف کے ہیں۔ اردو اور عربی کی جتنی بھی لغات ہیں ان سب میں نعت لفظ توصیف و تحسین کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ بہت سے اہل دانش اور اہل علم ماہرین نے اپنی کتابوں میں یہ بات درج کی ہے کہ لفظ نعت کے خالق حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور سب سے پہلے نعت کا لفظ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے استعمال کیا اور اس کے بعد نعت لفظ آقا دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان کریمی اور اوصاف حمیدہ کو بیان کرنے کے لیے مخصوص ہو گیا۔

تعریف:

" نعت وہ منظوم کلام مبارکہ ہے جس میں سید المرسلین
تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کی
تحسین و توصیف کو بیان کیا جاتا ہے۔"

سب سے پہلے جو نعت لکھی گئی وہ عربی زبان میں ہے۔ مداحانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اولین نعت گو شاعر ہونے کا شرف شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت کو حاصل ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان فضیلت اور توصیف و تحسین بیان کی۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ بن عبد المطلب حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور بہت سے صحابہ کرام نے نعتیہ کلام تحریر کیا۔ عربی زبان کے بعد فارسی زبان میں نعت گوئی کا سلسلہ شروع ہوا۔ فارسی زبان کے نعت گو مداحانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عروضی، انوری، رومی، سعدی، شیرازی، عرفی اور جامی وغیرہ استادانِ سخن کے نام شامل

ہیں۔ فارسی زبان میں مثنویوں، قصائد اور رباعیات کی شکل میں نعتیہ کلام ملتا ہے ان اصناف کے بعد فارسی زبان میں غزلیہ نعتیں بھی تحریر کی گئیں۔ فارسی زبان کے بعد اردو زبان میں نعت گوئی کا آغاز ہوا اور ہر سخنور نے نعتیہ کلام تحریر کیا۔ اس دور کے شعراء کرام چاہے وہ مسلمان تھے ہندو تھے عیسائی تھے یا سکھ تھے سب نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان فضیلت کو موضوع سخن بنایا۔ اردو زبان میں اگر نعتیہ کلام کی بات کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے مثنویوں اور قصائد میں نعتیہ اشعار کو تحریر کیا گیا۔ نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز اٹھارویں صدی عیسوی میں ہوا۔ اور نعت گوئی کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

نعت گوئی کی اقسام:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَیَ النَّبِیْ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْاصَلُّواعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِیْما

"اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجو۔(۱)

نعت کی تخلیق تو اس وقت ہی ہو گئی تھی جب اللہ عزوجل نے حبیب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد نورانی تخلیق کیا۔ تو اللہ لم یزل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی حسین تخاطب سے یاد کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے جب دنیا تخلیق فرمائی تو کم و بیش ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء کرام اس دنیا میں بھیجے اور سب سے آخر میں آقائے دو جہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین نورانی چہرہ جو ایک مرتبہ دیکھ لیتا تو اس میں گم ہو جاتا سب ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت کے دیوانے ہو جاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت سے متاثر ہو کر بہت سے صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین صورت و سیرت اور اوصاف حمیدہ کو موضوع سخن بنایا جو کہ نعتیہ کلام کہلایا مختلف زبانوں میں جب نعتیہ کلام لکھا جانے لگا تو ناقدین نے نعت گوئی کو مختلف اقسام میں منقسم کر دیا۔

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق نے اپنی کتاب "اردو میں نعتیہ شاعری" میں نعت گوئی کی تین اقسام بیان کی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ رسمی نعت گوئی ۲۔ مقصدی نعت گوئی ۳۔ اصلاحی نعت گوئی(۲)

رسمی نعت گوئی:

نعت گوئی کی اس قسم کو روایتی سخن بھی کہا جا سکتا ہے اگر روایت کی بات کی جائے تو کسی بھی صنف سخن میں جن چیزوں کو ایک رواج کے طور پر شامل کر دیا جائے اور اس کی پیروی تمام سخن ور کریں تو یہ رواج

ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتا جائے گا اردو کے تمام قدیم استادان سخن نے اپنی منظوم شاعری کی مختلف اصناف سخن کا آغاز روایتی انداز میں حمدیہ اور نعتیہ اشعار سے کیا ہے اس روایتی انداز سے آغاز کرنے کا مقصد اس دور کی روایات کی پاسداری کرنا تھا قدیم دور کے قصائد اور مثنویوں پر اگر نظر ثانی کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کا آغاز حمدیہ اور نعتیہ اشعار سے کیا گیا ہے قدماء کی مثنویوں میں بھی نعت ایک اہم حصے کے طور پر شامل تھی ملا داؤد سے لے کر قلی قطب شاہ تک کا تمام نعتیہ کلام مثنویوں کی صورت میں ملتا ہے اس دور کے تمام شعراء کرام چاہے وہ مسلمان تھے یا غیر مسلم تھے سب نے اپنی مثنویوں میں نعتیہ اشعار درج کیے ہیں اور اس رسمی نعت کو شامل کلام کرنے کا مقصد حصول خیر و برکت ہوتا تھا تمام کلاسکی استادان سخن نے اس روایت کو خوب نبھایا ہے۔

مقصدی نعت گوئی:

مقصدی نعت گوئی نعت کی وہ قسم ہے جس میں ایک خاص مقصد کو مد نظر رکھ کر نعت کو تحریر کیا جاتا ہے مقصدی نعت گوئی کی مثال حضرت حسان بن ثابت کا نعتیہ کلام ہے اور علامہ اقبال کا کلام بھی اس ذیل میں آتا ہے مقصدی شاعری ہی زندگی میں رنگ بھر دیتی ہے۔ اگر انسان کی زندگی کا محور مقصد نہ ہو تو زندگی اور الفاظ سخن غیر موثر ہو جاتے ہیں۔ بہت سے سخنوروں کے ہاں مقصدی نعت گوئی کی عمدہ مثالیں ملتی ہیں ان میں مشہور نام امام احمد رضا، حفیظ تائب، محسن کاکوروی وغیرہ کے ہیں۔

اصلاحی نعت گوئی:

یہ نعت گوئی کی وہ قسم ہے جس میں شاعر کا مقصد اسوہ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب دلانا اور لوگوں کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات سے اور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اوصاف حمیدہ سے اصلاح کرنا درکار ہوتا ہے۔ بہت سے سخن وروں نے اصلاحی نعتیہ کلام تحریر کیا ہے۔ ان میں علامہ اقبال، امام احمد رضا، حفیظ تائب، امیر مینائی وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

حلیم حاذق نے اپنی کتاب "اصول نعت گوئی" میں نعت گوئی کی مندرجہ ذیل اقسام کا ذکر کیا ہے۔

۱_ مداحیہ نعت گوئی ۲_ واصفانہ نعت گوئی ۳_ عاشقانہ نعت گوئی ۴_ عارفانہ نعت گوئی ۵_ خطابیہ نعت گوئی ۶_ رزمیہ نعت گوئی ۷_ فخریہ نعت گوئی ۸_ جمالیاتی نعت گوئی(3)

مصنف نے اپنی کتاب میں نعت گوئی کی مندرجہ بالا اقسام کی مختصر طور پر وضاحت کی ہے انہی اقسام کو تفصیل کے ساتھ اور استادان سخن کے کلام سے مثالوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

مدحیہ نعت گوئی:

مدحیہ کے معنی "تعریف و تحسین" کے ہیں مدحیہ نعت گوئی میں ممدوح آقائے دو جہاں کبریا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت مبارکہ، کمالات نبوی اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات رسالت کی تحسین بیان کی گئی ہیں اس طرح کے سخن کا آہنگ زیادہ تر قصیدے کی صورت ورنگ میں نظر آئے گا چند قصائد کی جھلک دیکھیں:

نبیؐ مولود لیایا ہے خبر سر تھے خوشی کا
سدا صلٰوۃ بھیجو سب محمدؐ ہور علی کا (۴)

مندرجہ بالا شعر محمد قلی کتب شاہ کے قصیدے سے لیا گیا ہے جو کہ عید میلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھا گیا ہے جس کا یہ مطلع ہے۔

بعد حمد خدائے بے ہمتا
یاد کر نعت سید مرسلؐ
جس کی ہمت کی ہے ترازو
میں دو جہاں مثل دانہ خر دل (۵)

مندرجہ بالا شعر ولی دکنی کے قصیدے سے لیا گیا ہے جس میں ولی نے بہت ہی خوبصورت انداز میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بیان کیا ہے۔

واصفانہ نعت گوئی:

واصفانہ نعت گوئی میں امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ علیہ والہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا بیان اگر روایتی لحاظ سے کیا جائے تو اس طرح کے منظومات کو واصفانہ نعت گوئی سے منظوم کیا جاتا ہے واصفانہ نعت گوئی کی جھلک بہت سے استادان سخن کے کلام میں موجود ہے چند مثالیں دیکھیں:

جہاں کو انہوں نے دیا انتظام
برائی بھلائی سمجھائی تمام
دکھائی انہوں نے ہمیں راہ راست
کے تا ہونہ اس راہ کی باز خواست (۶)

یہ اشعار میر غلام حسن خالق مثنوی سحر البیان کے کلام سے لیے گئے ہیں جس میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اوصاف کو انتہائی دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیرو زبر کرنے والا
قبائل کا شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا (۷)

یہ اشعار حالی کی نظم سے لیے گئے ہیں جس میں حالی نے وصفی انداز اپنا کر نبی آخر الزمان کی شخصیت کو انتہائی خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اوصاف اور محسن انسانیت ہونے کو بیان کیا ہے۔

عاشقانہ نعت گوئی:

عاشقانہ نعت گوئی میں وہ نعتیں شامل ہیں جن میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عشق و محبت کے جذبات غالب ہوں کیونکہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی انسان کو اللہ عزوجل سے قریب کرنے کا ذریعہ ہے کیونکہ اللہ تعالی نے خود فرمایا ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اس نے گویا میری پیروی کی۔ استادان سخن نے بہت زیادہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نعتیہ کلام تحریر کیا ہے ان میں سے چند ایک شعراء کے کلام کی جھلک دیکھتے ہیں:

دیتا نئی حیات ہے اس عشق رسول پاکؐ
کرتا عطا ثبات ہے عشق رسول پاکؐ
جس کے مکین ہیں غم دوراں سے بے نیاز
اک ایسی کائنات ہے عشق رسول پاکؐ (۸)

یہ اشعار حفیظ تائب کی کلیات سے لیے گئے ہیں جس میں انہوں نے انتہائی خوبصورت انداز میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کیا ہے۔

عارفانہ نعت گوئی:

عارفانہ کے معنی "خدا شناس" کے ہیں عارفانہ نعت گوئی متصوفانہ رنگ و آہنگ پر مشتمل ہوتی ہے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل کرنے کے لیے خود کو فنا کر دینا اپنی خواہشات ترک کر دینا اور خود کو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے تابع کر لینا یعنی خود کو غلام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بنا لینا کیونکہ فنا فی رسول کی

منزل وہ منزل ہے جس میں آقائے صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں انسان مکمل طور پر ڈوب جاتا ہے۔ یہ وہ راستہ ہے جو کہ قران و احادیث کی روشنی میں اپنے شعور کو اس مقام تک پہنچا دے جہاں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت رسالت کی تجلیات چمک رہی ہیں عارفانہ نعت گوئی میں محبوب اور محب میں "میرا اور تیرا" کا شعور نہیں رہتا مگر وحدانیت اور رسالت کے امتیازات پر اہتمام اور پاسداری کرنا بھی ضروری ہے عارفانہ نعتیہ کلام کی جھلک دیکھیں:

میرے ہزار دل ہوں تصدق حضورؐ پر
میری ہزار جان ہو قربان مصطفیٰؐ (۹)

یہ شعر مولانا ظفر علی خان کی کلام سے لیا گیا ہے جس میں وہ ہزاروں دل آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے کی بات کرتے ہیں یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر انسان اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے اور ایسا صرف وہی کر سکتے ہیں جو عارف لوگ ہوتے ہیں جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مکمل طور پر ڈوب چکے ہوتے ہیں۔

خطابیہ نعت گوئی:

خطابیہ نعت گوئی میں ناصحانہ خیالات کو نظم کیا جاتا ہے۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں پاکیزگی نیک کاموں اور ایمانداری اختیار کرنے کی نصیحت کی جاتی ہے برے کاموں سے بچنے اور نیک اور اچھے کام کرنے کی رغبت دلائی جاتی ہے۔ خطابیہ نعتوں میں کوئی بھی خیال یا مضمون باہر سے نہیں بیان کیا جاتا بلکہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ناصحانہ انداز میں بیان کی جاتی ہے جس کا انداز واحد متکلم یعنی خود کلامی والا بھی ہو سکتا ہے۔ اس ناصحانہ انداز میں اثر و تاثیر، مہر و محبت اور خلوص و محبت کا رنگ نظر آتا ہے۔ مختلف استادان سخن نے خطابیہ نعت گوئی کو موضوع سخن بنایا ہے جھلک دیکھیں:

درود ان پر جو آئے بے نواؤں کی صدا بن کر
سلام ان پر جو آئے بے کسوں کا آسرا بن کر
جنہوں نے دستگیری کی گنہگاران عالم کی
جو آئے کشتی بے چارگی کے ناخدا بن کر
جنہوں نے ہم کو بتلایا حقیقی زندگی کیا ہے
جو آئے خود ہی اہل زندگی کا آئینہ بن کر
جنہوں نے روح کی پاکیزگی کا راز بتلایا

جو آئے راستی و پاکی و صدق و صفا بن کر
جنھوں نے عبد اور معبود کے رشتے کو سمجھایا
جو آئے ختم مرسلؐ اور حبیب کبریا بن کر (۱۰)

رزمیہ نعت گوئی:

رزمیہ لفظ کا معنی "لڑائی کا بیان"، "جنگ کے واقعات کا بیان" کے ہیں۔ رزمیہ نعت گوئی سے مراد ایسی نعت گوئی ہے جس میں سید المرسلین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور مخالفین کی بدزبانیوں اور بدگوئیوں پر تنقید کی جاتی ہے ان کے جھوٹے و باطل فکر و نظریات اور خیالات اور کردار اور طور طریقوں کا مجاہدانہ انداز میں محاسبہ کیا جاتا ہے۔ انداز بیان کاٹ دار اور تہ دار ہو زبان چست اور صاف ہو شعراء کرام نے اپنے کلام میں بہت سے رزمیہ اشعار بیان کیے ہیں۔ پہلے پہل رزمیہ نعت گوئی عربی زبان کی سخن نعت گوئی کا لازمی جز تھا اور میدان جنگ کے تمام حالات و واقعات کو شعری روپ میں ڈھالا جاتا تھا۔ شعراء کرام کے کلام کی جھلک دیکھیں:

وہ کافر پھر پکارا ہے کوئی جو سامنے آئے
نبرد آرا ہو مجھ سے آ کے جرأت اپنی دکھلائے
نہ بولا اور کوئی شاہ مرداں نے کہا میں ہوں
یکے از سرفروشان محمد مصطفیؐ میں ہوں
رسول اللہؐ نے روکا علی رضؓ کو اور سمجھایا
یہ ابن عبدود ہے اے پسر حضرت نے فرمایا
میں وہ ہوں جسے زہرہ آب ہے جنگل کے شیروں کا
شجاعوں کا کشندہ اور قاتل ہوں دلیروں کا (۱۱)

یہ اشعار حفیظ جالندھری کے شاہنامہ اسلام سے لیے گئے ہیں جس میں انہوں نے انتہائی مؤثر انداز میں میدان جنگ کا حال بیان کیا ہے۔

فخریہ نعت گوئی:

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار نبوت کی جانب عاجزانہ اور انکسارانہ نعت گوئی جس میں ایمان و عرفان کی شرف یابی کا اظہار تحدیث نعمت کے طور پر مومنانہ انداز میں بیان کیا گیا ہو اور اگر شاعر کا اشارہ اہل دنیا کی جانب ہو تو زبان پر شکوہ ہو۔ استادان سخنوروں نے فخری نعت گوئی کو اپنے کلام کا خاصہ بنایا ہے جھلک دیکھیں:

اہل دنیا کو خوشیاں مبارک رہیں
مجھ کو آلؑشہ دیں کا غم چاہیے
نعت گوئی میں بے کل کٹے زندگی
شاعری اور نہ زور قلم چاہیے (۱۲)

جمالیاتی نعت گوئی:

جمالیاتی لفظ جمال سے نکلا ہے جس کے لغوی معنی "حسن" کے ہیں۔ جمالیاتی نعت گوئی سے مراد وہ نعت گوئی ہے جس میں حسن حقیقی و مجازی کا خاص امتزاج ہو لیکن محبوب و محب کے تصور میں مجازی اور حقیقی نظریات میں ایک لطیف سا فاصلہ ہو اور اس فاصلے میں مظہریت کبریٰ کا جلوہ پنہاں ہو تا کہ محبوبیت کے عکس کو صدمہ نہ پہنچے اس اہتمام و انتظام سے ممدوح نگار کی نظروں میں حسن کی تصویر کی تازگی نکھر کر سامنے آ جاتی ہے اور عشق و محبت کے زاویے جھلکنے لگتے ہیں اگر جمالیات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی جائے تو زیادہ تر نعت گوئی رخ انور سید المرسلین اور گیسوائے مبارک صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے اور تقریبا ہر شاعر نے حسن مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو موضوع سخن بنایا ہے چند سخن وروں کے کلام کی جھلک دیکھیں:

اللہ کا محبوب ہے محبوب ہمارا
جو حسن میں ہے حضرت یوسف سے بھی پیارا
قدسی بھی جو سر عرش کرتے ہیں نظارہ
ہر ایک پہ ہر ایک سے کرتا ہے اشارہ (۱۳)

"یہ امیر مینائی کے اشعار ہیں جس میں انہوں نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کو انتہائی خوبصورت اور دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔"

مندرجہ بالا میں دی گئی نعت گوئی کی مختلف اقسام کا ہم نے جائزہ لیا ہے لیکن میرے خیال میں نعت گوئی کی اور بھی اقسام ہو سکتی ہیں جن میں سے دو کو بیان کرتے ہیں۔

۱: مناجاتی نعت گوئی

۲: غزلیہ نعت گوئی

مناجاتی نعت:

مناجات کے معنی "استدعا، بھجن، دعا، حمد، عرض" کے ہیں نعت کی اس قسم میں ان نعتوں کو شامل کیا جاتا ہے جو کسی بھی اصناف سخن میں مناجات کے طور پر شروع میں درج کی جاتی ہیں مناجاتی نعتیں زیادہ تر قصائد اور مثنویوں لکھی جاتی رہی ہیں جتنے بھی کلاسیکی شعراء کرام ہیں ان سب کے کلام میں یہ نعتیہ کلام مناجات کے طور پر درج ہیں نمونے کے طور پر یہ کلام میں مثنویوں اور قصائد میں دیکھا جاسکتا ہے مثالیں دیکھیں:

محمدؐ نانوں تھے بستا محمدؐ کا اے بن سارا
سو توبہ سو سہاتا ہے جنت تمنے چمن سارا (۱۴)

جب وہ محمدؐ بھی ہیں تو احمدؐ بھی
سکھا گیا جو خدائی کو حمد و شکر وسپاس
نبیؐ وہ جس کے لیے محمل زمانہ رکا
نبیؐ وہ جس نے کیا لامکان میں اجلاس (۱۵)

غزلیہ نعت گوئی:

غزل جو کہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی عورتوں سے باتیں کرنے کے ہیں یا عورتوں کی تعریف کرنے کے ہیں لیکن غزل نے اپنے اندر تمام مضامین کو جگہ دی ہے اگر ہم استادان سخن کا کلام دیکھے تو اس میں غزل کی صورت میں نعتیہ کلام مل جاتا ہے قلی کتب شاہ جو کہ اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر ہیں اگر ان کے دیوان کا جائزہ لیں تو اس میں پانچ نعتیہ غزل موجود ہیں اور بھی بہت سے شعراء کرام نے نعتیہ غزلیں لکھی ہیں اس کی جھلک دیکھیں:

دو عالم کے دوارے کھلے ہیں عیش کے خاطر
جے کوئی نبیؐ نام سوں دل رام دوئے گا (۱۶)

یہ نعتیہ شعر غزل کا حصہ ہے جو کہ قلی کتب شاہ کے کلیات سے درج کیا ہے۔

نامہ تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا
ہے زباں کا ورد خاصا اور وظیفہ جان کا
جی سیس یقبی وجہ ربک کی سدا سمرن کوں پھیر
دور کرسن سیں خیال من علیہافان کا

یا محمدؐ تجھ کرم سیں ہوں سدا امیدوار
جلوہ ایمان دے اور بھید انسان کا
تو ں احد ہے نام تیرا احمدؐ بے میم ہے
زیب پایا تجھ صفت سیں ہر ورق قرآن کا (۱۷)

یہ غزلیہ نعت کلیات سراج سید شاہ سراج الدین اورنگ آبادی کے کلیات سے لی گئی ہے ان دونوں اقسام کو مثالوں کے ذریعے واضح کیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مناجاتی اور غزلیہ نعت گوئی بہت قدیم ہے۔

نعت کے اصول و آداب و دیگر مباحث:

نعت گوئی کی پہلی شرط رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور عقیدت ہے نعت گوئی ہی دراصل عشق رسالت اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کے اظہار کا نام ہے جس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تحسین و مداح طرح طرح کے اسلوب طرز ادا سے بیان کر کے بارگاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی غلامی کا خراج والہانہ انداز میں پیش کرنا ہوتا ہے قران پاک میں بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب و تعظیم بیان کیے گئے ہیں

لَّا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

"رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کے بلانے جیسا نہ سمجھو۔(۱۸)

اپنی آواز نبی کی آواز سے نیچی رکھو نبی یا رسول اللہ کو اس طرح مت پکارو جس طرح اپنے ساتھ والوں کو پکارتے ہو جس کے دل میں جتنا زیادہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا اتنا ہی طرز بیاں خوبصورت ہو گا کیونکہ زبان پر وہی الفاظ آتے ہیں جو دل میں ہوتے ہیں۔ الفاظ قلبی کیفیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

"ادب لفظوں کا فن ہے"(۱۹)

نعت گو عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جتنا زیادہ ڈوبا ہو گا اتنا ہی اس کا طرز بیان دلکش اور دل نشین ہو گا اور اتنی ہی خوبصورت نعت لکھے گا نعت گو کو الفاظ کے چناؤ میں احتیاط کو برتنا چاہیے کہ وہ جس طرح عام محبوب کے لیے الفاظ استعمال کرتا ہے اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کرے۔

نعت گوئی میں توحید اور رسالت کے فرق اور امتیاز کا خیال رکھنا بہت ہی ضروری ہے کیونکہ یہی وہ بنیادی بات ہے کہ اگر کوئی بھی شاعر مداح افراط تفریط کا مجرم بن گیا تو ساری عبادت زائل ہو جائیں گی اور تمام ریاضتیں اور عبادتیں دھری کی دھری رہ جائیں گی اور شیطان نے بھی تو یہی کیا تھا توحید کو تو مان لیا رسالت کا انکار کر کے "لعنتی ملعون" بن گیا شاعر کو چاہیے کہ جب وہ نعت گوئی کرے تو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھ کر کریں مفتی اعظم نے اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کو بہت ہی خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔

خدا تیرا ہے اور تو تو اس خدا کا پاک بندہ ہے
خدا تو تو نہیں نور خدا ظل خدا تو ہے

نعت گوئی کرتے ہوئے شرعی حدود اور احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور یہی شرعی احتیاط ہی ہیں جو خضر راہ بن جاتی ہے۔

نعت گوئی کا ایک اہم موصول یہ ہے کہ مداحان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اقا کی مدحت بیان کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ وجمیلہ اور عام انسانی صفات میں امتیازات کے مابین خاص غور وفکر اور احتیاط کو برتیں۔ مداحان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر و نگاہ میں بشریت وعبدیت اور نورانیت کے تمام تصورات کو بیک وقت رہنا انتہائی ضروری اور اہم ہے اللہ تعالی نے اپنے محبوب سید الانبیاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے تمام مخلوقات کو وجود بخشا ہے اس لیے دنیا میں جو بھی کچھ ہے وہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے طفیل ہے نعت گو یان کو چاہیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشریت اور نورانیت دونوں لحاظ سے بیان کرے کیونکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بشریت کے لحاظ سے بیان کرنا گمراہیت ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں اور مخلوقات سے افضل ہیں۔

ناقدین ادب کا نظریہ ہے کہ مبالغہ کا عمل انسانی فطرت میں داخل ہے نعت گوئی میں حد سے بڑھے ہوئے مبالغہ سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں مجھے حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو بڑھا دیا حضرت عیسی کے معجزات کو جب بنی اسرائیلؑ نے دیکھا تو انہیں (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا بنا دیا مبالغے سے بچنے کی ہدایات قرآن و سنت سے ثابت ہیں بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق جس طرح کے کفریہ اور شرکی عقائد کا دعوی کیا ایک مسلمان کو اس طرح کے عقائد سے بچنا چاہیے اس کے علاوہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ ہ وسلم کی عظمت و فضیلت میں جو بھی علمی اور عملی اوصاف ذہن انسانی کے تصور و نگاہ میں آسکے بیان کرے ایسے مبالغے سے بچے جو کفر تک پہنچا دے سخنوران نعت گو کے ہاں دیکھا گیا ہے کہ بعض مقامات پر جب حبیب لم یزل صلی اللہ علیہ وسلم کی شان فضیلت کے پیش نظر دیگر انبیاء اللہ عزوجل کے فضائل و کمالات اور معجزات کو جب بیان کرتے ہیں تو ان کے مابین موازنہ اور تقابل کا رنگ موجود ہوتا ہے اس میں ایک امر یاد رکھنا چاہیے کہ سارے انبیاء کرام معتبر اور محترم ہیں اور سب کی تعظیم و توقیر کرنا ایک مسلمان پر فرض ہے انبیاء کرام کے فضائل کو اس طرح بیان کرنا کہ توہین و تنقیص یا کمتری کا کوئی گوشہ نکل آئے تو اسلامی شریعت کے لحاظ سے یہ کفر ہے اللہ عزوجل برتر خود فرماتے ہیں کہ یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر بزرگی دی ہے بعض سے اللہ نے

کلام فرمایا اور بعض کے درجوں کو بلند کیا یہ باتیں اللہ کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے یہ بات تو تمام امت مسلمہ کو پتہ ہے کہ اللہ لم یزل نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امام الانبیاء بنایا ہے نعت گوئی کے دوران کسی بھی نبی کی گستاخی نہیں کرنی چاہیے ورنہ انسان ایمان کے دائرے سے خارج ہو جائے گا۔

تمام علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام لوگوں کے ناموں کی طرح نہ پکارے بلکہ ادب و احترام اور تعظیم و توقیر اور معظم القابات کے ساتھ نرم و عاجزانہ انداز میں پکارے "یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم" "یا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم" "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ کر پکارنا چاہیے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنے سے منع فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی آوازیں نبی کی آواز کے اوپر بلند نہ کرو اور نہ بات کرنے میں اس کے لیے آواز اونچی کرو، تمھارے بعض کے بعض کے لیے آواز اونچی کرنے کی طرح، ایسا نہ ہو کہ تمھارے اعمال برباد ہو جائیں"(۲۰)

اللہ عز و جل نے قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی خوبصورت القابات سے مخاطب کیا ہے طٰہٰ، یٰسین، رحمت اللعالمین، سراج منیر، یا ایھا المدثر اور یا ایھا المزمل کچھ شعراء کرام نے لاعلمی کی وجہ سے آپ کا صرف نام لکھا ہے جو کہ گناہ ہے اور اس کی ممانعت ہے نعت گو شعراء کو اس غلطی سے بچنا چاہیے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو حسین و جمیل القابات سے موضوع سخن بنانا چاہیے۔

عربی فارسی اور اردو شعر و سخن میں "زم" کو ایک اہم حیثیت حاصل ہے جس میں کسی شخص کی برائی ادبی پیرائے میں بیان کی جاتی ہے علماء کرام نے ایسے الفاظ کے استعمال سے منع فرمایا ہے جو زم پر مشتمل نازیبا الفاظ ہوں کیونکہ ایسے الفاظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف ہیں نعت گو شعراء کو ان پہلوؤں کو استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، اللہ سب کچھ سننے اور خوب جاننے والا ہے"(۲۱)

الفاظ ہی تو بیان کی جان ہوتے ہیں پھر چاہے وہ نظم ہو یا نثر۔ علماء کرام نے نعت گوئی میں لفظوں کے چناؤ انتخاب کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ لفظوں کی دنیا اسرار اور جادو نگری ہے جو اپنے اندر بے شمار ہے عجائبات اور طلسمات سمیٹے ہوئے ہے۔ الفاظ کی درست شناخت اور قدروں قیمت ہی شاعری کو خوبصورت بناتی ہے سب ماہرین اس بات پر متفقہ کے الفاظ ہی اظہار بیان کا وسیلہ ہوتے ہیں بہت بڑے بڑے ناقدین نے الفاظ کے بارے میں مختلف آراء دی ہیں چند ایک کی جھلک دیکھیے۔ ابولاخیر کشفی لکھتے ہیں:

ادیب اور شاعر کا وسیلہ اظہار اور متاع ہنر لفظ ہیں۔(۲۲)

نثر ہو یا نظم الفاظ ہی سب کچھ ہوتے ہیں خیال الفاظ کا پابند ہوتا ہے۔(ارسطو)

اشعار الفاظ کا مجموعہ ہوتے ہیں اور خیالات الفاظ کے پابند ہوتے ہیں۔(ابن خلدون)

الفاظ کی سب سے زیادہ اہمیت ہے جیسا کہ مندرجہ بالا ناقدین کی آراء سے پتہ چلتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدحت بیان کرتے ہوئے جن الفاظ کو استعمال کیا جائے اس کے بھی کچھ اصول و آداب و ضوابط ہیں ایسے الفاظ کو استعمال کرنا جائز نہیں جن سے تمسخرانہ پہلو نکلتا ہو اور ایسے الفاظ کا بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے جو بولا تو ادب کے لیے جائے لیکن اس کا ایک پہلو ادبی لحاظ سے گرا ہوا ہو یعنی ذو معنی الفاظ کو استعمال نہیں کرنا چاہیے سخن نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایسے الفاظ کا انتخاب کریں جو ہمیشہ ادب و احترام کے لیے استعمال ہوں اور جن کا کبھی بھی منفی استعمال نہ ہوا ہو اور بہترین الفاظ کو استعمال کرنا چاہیے جو سید کونین سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارکہ کے شان شیان ہوں اور ان میں کسی قسم کی بے ادبی یا گستاخانہ عنصر نہ ہو نعت گوئی کا مقصد سرکار انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا حصول ہے اور جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوگئے اس سے اللہ لم یزل بھی راضی ہو گیا۔

اکثر و بیشتر سخن وران نعت گو کا یہ طریقہ رہا ہے کہ مدحت رسالت کو بیان کرنے کے لیے وہ قرآنی آیات کے حصوں کو پیش کرتے ہیں قرآن فرقان کی آیت مبارکہ یا حدیث کو نعتیہ کلام میں شامل کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ کہیں تحریف معنوی پیدا نہ ہو جائے کیونکہ لفظ آگے پیچھے کرنے سے آیات اور احادیث کا ترجمہ بدل جاتا ہے اور معنی اور مفاہیم بدل جاتے ہیں جو کہ بہت بڑا گناہ ہے اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ شعراء کرام حدیث کے نام پر عربی معقولوں کو پیش کرتے ہیں جو کہ جہالت اور گناہ ہے انبیاء کرام کے واقعات جن کو شعراء تلمیحات کے طور پر بیان کرتے ہیں اس میں احتیاط سے کام لینا چاہیے نعت گوئی انتہائی حساس کام ہے اس میں ہر بات پر غور و فکر کرنے اور سوچ سمجھ کر لکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

"نعت گو شعراء میں ایک طبقہ نعت کہتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو تم اس وغیرہ کے استعمال کو یکسر ممنوع سمجھتا ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کی سختی سے مذمت کرتا ہے یہاں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ ہمارے اکابرین نے اسے معیوب اور خلاف ادب نہیں سمجھا ہے"(۲۳)

نعت گوئی کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کبھی بھی اسمائے تصغیر کا استعمال نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ الفاظ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے شان شیان نہیں کچھ شعراء کرام نے لاعلمی یا کم علمی کی بنا پر اپنے نعتیہ کلام میں کچھ اسمائے تصغیر کا استعمال کیا ہے جیسے "مکھڑا" "انکھڑیاں" "نکڑا" وغیرہ نعت گو سخنوروں کو اس طرح کے اسمائے تصغیر کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مندرجہ بالا بحث میں جن اصول و آداب کا ذکر کیا گیا ہے نعت گو شعراء کرام کو چاہیے کہ مدحت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے ان آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں تاکہ وہ ہر طرح کی بے ادبی اور گستاخی سے بچ سکیں۔

حوالہ جات

۱. آیت ۵۶، سورۃ الاحزاب، پارہ نمبر ۲۲۔

۲. "اردو میں نعتیہ شاعری"، سید رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر، باب الاسلام پرنٹنگ پریس، کراچی اشاعت اکتوبر ۱۹۷۶ء، صفحہ: ۵۹، ۶۰۔

۳. "اصول نعت گوئی" حلیم حاذق، نعت ریسرچ سینٹر B۳۰۶ بلاک ۱۴، گلستان جوہر، کراچی، ایڈیشن دوم ۲۰۱۶ء صفحہ ۴۲، ۴۴۔

۴. "اردو شاعری میں نعت (ابتدا سے محسن تک)"، محمد اسماعیل آزاد فتح پوری، ڈاکٹر، نعت ریسرچ سینٹر، کراچی، اشاعت دوم ۲۰۱۸ء صفحہ: ۶۶۔

۵. ایضاً، صفحہ: ۱۰۰۔

۶. ایضاً، صفحہ: ۱۹۳۔

۷. "اردو شاعری میں نعت (حالی سے حال تک)"، محمد اسماعیل آزاد فتح پوری، ڈاکٹر، نعت ریسرچ سینٹر، کراچی، اشاعت ۲۰۱۹ء صفحہ: ۲۳۔

۸. "کلیات حفیظ تائب"، حفیظ تائب، مطبع حفیظ تائب فاؤنڈیشن، طبع اپریل ۲۰۰۵ء صفحہ: ۴۸۴۔

۹. "اردو شاعری میں نعت (حالی سے حال تک)، محمد اسماعیل آزاد فتح پوری، ڈاکٹر، نعت ریسرچ سینٹر، کراچی، اشاعت ۲۰۱۹ء صفحہ: ۶۵۔

۱۰. ایضاً، صفحہ: ۱۱۰۔

۱۱. ایضاً، صفحہ: ۱۰۲۔

۱۲. ایضاً، صفحہ: ۱۶۵۔

۱۳. "اردو شاعری میں نعت (ابتدا سے محسن تک)" محمد اسماعیل آزاد فتح پوری، ڈاکٹر نعت ریسرچ سینٹر کراچی اشاعت دوم ۲۰۱۸ء صفحہ: ۲۵۵، ۲۵۶۔

۱۴. "کلیات محمد قطب شاہ"، محمد قطب شاہ، مرتبہ: سیدہ جعفر، ڈاکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۸ء صفحہ: ۴۲۹۔

۱۵. "کلیات حفیظ تائب"، حفیظ تائب، مطبع حفیظ تائب فاؤنڈیشن، طبع اپریل ۲۰۰۵ء صفحہ: ۴۳۔

۱۶. "کلیات محمد قلی قطب شاہ"، محمد قطب شاہ، مرتبہ: سیدہ جعفر، ڈاکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۱۹۹۸ء صفحہ: ۴۷۵۔

۱۷. "کلیات سراج"، سید شاہ سراج الدین اورنگ آباد، مرتبہ: عبد القادر سروری، پروفیسر، ناشر: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک آئی۔ آر۔ کے پورم، نئی دہلی، دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۸ء صفحہ: ۲۷۹۔

۱۸. آیت نمبر ۶۳، سورۃ النور، پارہ ۱۸۔

۱۹. "نعت اور تنقید نعت"، ابو الاخیر کشفی، ڈاکٹر، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی ۲۰۰۴ء، صفحہ: ۱۰۷۔

۲۰. آیت نمبر ۲، سورۃ الحجرات، پارہ نمبر ۲۶۔

۲۱. آیت نمبر ا، سورۃ الحجرات، پارہ نمبر ۲۶۔

۲۲. "نعت اور تنقید نعت"، ابو الاخیر کشفی، ڈاکٹر، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی ۲۰۰۴ء، صفحہ: ۵۹۔

۲۳. "نعت رنگ شمارہ ۲۴"، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جولائی ۲۰۲۴ء، صفحہ: ۲۲۳۔